نواں بجٹ اجلاس

سرکاری رپورٹ

# چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی

## کارروائی اجلاس

منعقدہ سہ شنبہ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۵ ذیقعد ۱۴۰۹ھ


| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ |
|---|---|---|
| ۱۔ | تلاوت قرآن پاک و ترجمہ | ۱ |
| ۲۔ | سوالات اور ان کے جوابات | ۲ |
| ۳۔ | مورخہ ۱۹ جون ۱۹۸۹ء کو دالبندین میں ملیشیاء فورس کی زیادتی کے بارے میں میر محمد اختر مینگل کا بیان۔ | ۳۷ |
| ۴۔ | بجٹ بابت سال ۱۹۸۹ء-۹۰ پر عام بحث | ۴۵ |


جلد پنجم

شمارہ چہارم

# چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی کا نواں / بجٹ اجلاس

مورخہ ۲۰ جون ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۵ ذیقعد ۱۴۰۹ھ بروز سہ شنبہ
زیرِ صدارت اسپیکر جناب محمد اکرم بلوچ صبح دس بجے صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

## تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولوی عبدالمتین اخوند زادہ

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم ۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ؕ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۔ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔ یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو اپنی پاک اور طیب کمائی اور ان چیزوں میں سے جو زمین میں سے ہم نے تمہارے لئے نکالیں اللہ کی راہ میں خرچ کرو ان میں سے گھٹیا چیزیں خرچ نہ کرنا ایسی چیزیں جنہیں تم آنکھ بند کئے بغیر خود نہ لو۔ اور جان لو کہ اللہ بے نیاز ہے اور بڑی خوبیوں والا ہے۔ شیطان تم کو افلاس اور تنگدستی سے ڈراتا اور بے حیائی کے کاموں کی طرف راغب کرتا ہے اور اللہ تم سے بخشش اور فضل و کرم کا وعدہ فرماتا ہے۔ اللہ بڑا کشادہ دست اور بڑے علم والا ہے۔ جسے چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جسے اس نے حکمت دی اسے خیر کثیر (بے حساب بھلائی) عطا کر دی اور نصیحت اور ہدایت صرف اہل فراست ہی حاصل کرتے ہیں

# وقفہ سوالات

**جناب اسپیکر** پہلا سوال سردار میر جاکر خان ڈومکی صاحب کا ہے

## ۲۔ سردار جاکر خان ڈومکی ※

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سبی/نصیر آباد ڈویژن میں کل کتنے کالج ہیں۔ اور یہ کالج کن کن مقامات پر واقع ہیں۔

(ب) مذکورہ کالجوں میں پروفیسر/لیکچرار اور اساتذہ کی تعداد کتنی ہے اور موجودہ مقام پران کا عرصہ تعیناتی کی تفصیل بھی دی جائے۔

## وزیر تعلیم مولوی غلام مصطفےٰ

(الف) سبی اور نصیر آباد ڈویژن میں کل آٹھ (۸) کالج ہیں۔ جن میں سے چھ(۶) انٹرمیڈیٹ اور دو ڈگری کالج ہیں۔

I <u>سبی ڈویژن</u>: سبی ڈویژن میں ڈگری کالج برائے طلباء سبی انٹر کالج برائے طالبات سبی، انٹر کالج ہرنائی، انٹر کالج کوہلو اور انٹر کالج ڈیرہ بگٹی واقع ہیں۔

II **نصیر آباد ڈویژن:** نصیر آباد ڈویژن میں ڈگری کالج اور ستہ انٹر کالج بھاگ اور انٹر کالج جھل مگسی واقع ہیں۔

(ب) مذکورہ کالجوں میں پروفیسر/لیکچرارز کی تعداد اور موجودہ مقامات پر ان کی تعیناتی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

| نام کالج | نام پروفیسرز/لیکچرارز | موجودہ مقامات پر تعیناتی کی تاریخ |
|---|---|---|
| گورنمنٹ ڈگری کالج سبی | ۱: (پروفیسر ڈاکٹر مقصود علی (پرنسپل) | ۱-۱۲-۱۹۸۶ |
| | ۲: پروفیسر سید جمال الدین اختر | مئی ۱۹۸۸ء |
| | ۳: محمد مبارک اسسٹنٹ پروفیسر | ۱۱-۱-۸۶ |
| | ۴: عطا محمد " " | ۲۰-۵-۱۹۸۲ |
| | ۵: غلام محمد " " | ۱۴-۷-۱۹۸۸ |
| | ۶: نور الحق " " | ۱۹-۱۱-۱۹۸۷ |
| | ۷: محمد مبشر " " | ۱۹-۱۱-۱۹۸۷ |
| | ۸: سید زبیر حسین " " | ۱۹-۱۱-۱۹۸۷ |
| | ۹: رحیم بخش لیکچرار | ۳۰-۵-۱۹۸۴ |
| | ۱۰: اصغر حسین " | جنوری ۱۹۸۹ء |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۱: | حافظ عبدالحی لیکچرار | ۱۵-۵-۱۹۸۲ |
| ۱۲: | مشتاق احمد " | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۱۳: | اعجاز احمد " | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۱۴: | امیر محمد " | ۱۱-۲-۱۹۸۷ |
| ۱۵: | قاضی جلال الدین " | ۱۹۸۳ء |
| ۱۶: | محمد فاروق " | مارچ ۱۹۸۹ء |
| ۱۷: | محمد حسین " | ۱۲-۳-۷۷ |
| ۱۸: | محمد اقبال " | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۱۹: | نذر محمد " | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۲۰: | فیاض محمد " | ۳۱-۹-۱۹۸۷ |
| ۲۱: | گل شاہ " | ۲۱-۹-۱۹۸۷ |
| ۲۲: | علاؤالدین " | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۲۳: | ناصر بشیر احمد " | مارچ ۱۹۸۹ء |

گورنمنٹ انٹر کالج ہرنائی

| | | |
|---|---|---|
| ۱: | شادی خان پرنسپل | ۱۷-۱۲-۱۹۸۶ |

| | |
|---|---|
| ۲: عبداللہ جان رند اسسٹنٹ پروفیسر | ۱۴-۷-۱۹۸۷ |
| ۳: عبدالصمد لیکچرار | مارچ ۱۹۸۹ء |
| ۴: مقبول علی " | مارچ ۱۹۸۹ء |
| ۵: آزاد خان " | ۱۸-۴-۱۹۸۳ |
| ۶: محمد سعید " | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۷: محمد افضل " | ۱۱-۲-۱۹۸۷ |
| ۸: محمد سلیم " | ۹-۳-۱۹۸۸ |
| ۹: زاہد مجید " | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۱۰: نور محمد خان " | مارچ ۱۹۸۹ء |
| ۱۱: لیاقت علی " | ۲۱-۹-۱۹۸۷ |

## گورنمنٹ انٹر کالج ڈیرہ بگٹی:

| | |
|---|---|
| ۱: نصیر احمد بگٹی (پرنسپل) | ۱۴-۷-۱۹۸۸ |
| ۲: میوہ خان لیکچرار | ۲۴-۹-۱۹۸۸ |
| ۳: جمعہ خان " | مارچ ۱۹۸۹ء |

| | | |
|---|---|---|
| ۴: | ولی محمد " | مارچ ۱۹۸۹ء |
| ۵: | خیر محمد " | مارچ ۱۹۸۹ء |
| ۶: | عبدالرشید " | ۲۱-۹-۱۹۸۷ |
| ۷: | اشتیاق احمد " | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۸: | عبدالہادی " | مارچ ۱۹۸۹ء |

گورنمنٹ انٹرگرلز کالج
سبی

| | | |
|---|---|---|
| ۱: | مس مہرالنساء (پرنسپل) | ۲۳-۹-۱۹۸۴ء |
| ۲: | مس نرگس فضل الدین اسسٹنٹ پروفیسر | ۲۶-۵-۱۹۸۷ |
| ۳: | مسز سعیدہ اختر " | ۲۶-۵-۱۹۸۷ |
| ۴: | مس عصمت سلطانہ " | ۱۱-۶-۱۹۸۷ |
| ۵: | مسز منور سلطانہ لیکچرار | ۱۸-۴-۱۹۷۹ |
| ۶: | مس عابدہ نوید | ۱۱-۳-۱۹۸۷ |
| ۷: | مسز ثریا علی احمد لیکچرار | ۲۲-۱۱-۱۹۸۸ |
| ۸: | مس سلیم فردوس " | ۱۹-۸-۱۹۸۷ |
| ۹: | مس راحیلہ رمضان " | ۲۲-۱۱-۱۹۸۸ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۰: | مس رخسانہ جبیں | " | ۲۲-۱۱-۱۹۸۸ |
| ۱۱: | مس بشرہ سعید | " | ۱۸-۸-۱۹۸۴ |
| ۱۲: | مس رخسانہ مہدی | " | ۲۲-۱۱-۱۹۸۸ |

**(ھ) گورنمنٹ انٹر کالج کوہلو**

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱: | منور حسین پرنسپل | | ۱۹-۱۱-۱۹۸۷ |
| ۲: | محمد شریف لیکچرار | | ۱۸-۵-۱۹۸۲ |
| ۳: | اللہ وسایا | " | ۲۱-۱۰-۱۹۸۳ |
| ۴: | محمد بخش | " | ۱۰-۱۱-۱۹۸۳ |
| ۵: | رضا اللہ | " | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۶: | عصمت اللہ | " | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۷: | غلام فرید | " | ۲۱-۹-۱۹۸۷ |
| ۸: | احمد جان ترین | " | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۹: | سعد اللہ | " | ۸-۱۰-۱۹۸۷ |
| ۱۰: | خالقداد | " | مارچ ۱۹۸۹ء |
| ۱۱: | جمال خان | " | ۲۴-۱۲-۱۹۸۸ |

## گورنمنٹ ڈگری کالج اوستہ محمد

| | | |
|---|---|---|
| ۱ : | میاں محمد صدیق پروفیسر (پرنسپل) | مئی ۱۹۸۸ء |
| ۲ : | عبدالعزیز جمالی اسسٹنٹ پروفیسر | ۱۴-۷-۸۸ |
| ۳ : | محمد صدیق " " | ۴-۱-۱۹۸۷ |
| ۴ : | محمد علی " " | ۱۹-۱۱-۱۹۸۷ |
| ۵ : | رحمت اللہ بلوچ " " | ۲۱-۷-۱۹۸۷ |
| ۶ : | غوث بخش سومرو اسسٹنٹ پروفیسر | ۱۷-۷-۱۹۸۸ |
| ۷ : | محمد اسحاق لیکچرار | ۲۹-۵-۱۹۵۸ |
| ۸ : | تاج محمد " | ۱-۷-۱۹۷۷ |
| ۹ : | عبیداللہ جان " | ۱۱-۲-۱۹۸۴ |
| ۱۰ : | پیر بخش " | ۲۱-۹-۱۹۸۰ |
| ۱۱ : | محمد اکبر سومرو " | ۳-۱۰-۱۹۸۸ |
| ۱۲ : | جعفر حسین ڈڈکی " | ۱-۲-۱۹۹۰ |
| ۱۳ : | سیف اللہ " | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۱۴ : | اعجاز احمد " | جنوری ۱۹۸۹ء |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۵: | عطاء اللہ اثر | 〃 | ۷-۱۰-۱۹۸۴ |
| ۱۶: | خلیق نذیر | 〃 | ۱-۲-۱۹۸۷ |
| ۱۷: | طوماز خان | 〃 | ۲۱-۹-۱۹۸۷ |
| ۱۸: | محمد طارق | | ۲۱-۹-۱۹۸۷ |
| ۱۹: | ارشاد اکبر | 〃 | ۱۱-۲-۱۹۸۷ |
| ۲۰: | محمد عظیم عظمی | 〃 | ۱۱-۲-۱۹۸۷ |
| ۲۱: | قادر بخش | 〃 | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۲۲: | شاہنواز علی | 〃 | جنوری ۱۹۸۹ء |

گورنمنٹ انٹر کالج بھاگ

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱: | احمد خان پرنسپل | | ۱-۶-۱۹۸۸ |
| ۲: | عبدالرشید لیکچرار | | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۳: | یار محمد | 〃 | ۲۴-۹-۱۹۸۸ |
| ۴: | عبدالرحیم صابر | | ۸-۱۰-۱۹۸۶ |
| ۵: | اٹل شاہ | 〃 | ۱۲-۹-۱۹۷۶ |
| ۶: | احمد دین بلوچ | 〃 | ۱۱-۲-۱۹۸۷ |
| ۷: | محمد بخش قمر | 〃 | ۲۱-۹-۱۹۸۷ |
| ۸: | محمد علی لیکچرار | | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۹: | محمد اقبال | 〃 | مارچ ۱۹۸۹ء |

گورنمنٹ انٹر کالج
جھل مگسی

| | | |
|---|---|---|
| ۱: | محمد صدیق سومرو (پرنسپل) | ۱۹۸۸-۷-۱۴ |
| ۲: | غلام نبی لیکچرار | ۱۹۸۳-۱۲-۶ |
| ۳: | مبین خان " | ۱۹۸۲-۵-۱۵ |
| ۴: | حضور بخش " | جنوری ۱۹۸۹ء |
| ۵: | عطاء اللہ " | جنوری ۱۹۸۹ء |

**میر محمد صادق عمرانی:** (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! سب سے پہلے آج صبح ایک تحریک التوا پیش کی تھی جو ضروری نوعیت اور ایک اہم مسئلے سے متعلق تھی میں سمجھتا ہوں سب سے پہلے اس پر بحث ہونی چاہیئے اس میں کئی خاندانوں کا مسئلہ ہے یہ اساتذہ سے متعلق ہے۔

**جناب اسپیکر:** آپ سوالات کے بعد پیش کر سکتے ہیں۔

**سردار چاکر خان ڈومکی:** (ضمنی سوال) کیا یہ درست ہے کہ کئی اساتذہ لیکچرار دس دس بارہ بارہ سال سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں۔

**وزیر تعلیم:** اگر کوئی ضرورت پیش ہوئی تو ہم اس پر کاروائی کریں گے ابھی کوئی درخواست بھی نہیں ہے

**میر محمد صادق عمرانی:** جناب والا! وزیر موصوف نے ہمیں سوال نمبر ۲ سے متعلق صحیح مطمئن نہیں کیا اور ہم کچھ نہیں سمجھ سکے ہیں کیونکہ انہوں نے فرمایا فوری ضرورت ہوئی تو ہم کاروائی کریں گے۔ کب فوری ضروری ہوگی اور وہ کیا طریقہ اختیار کریں گے۔؟

**وزیر تعلیم:** جو سردار چاکر خان کا سوال تھا وہ یہاں پڑھا گیا ہے جو انہوں نے پوچھا بتایا کوئی اور ضرورت نہیں جواب تفصیل سے ہے۔

**میر محمد صادق عمرانی:** کیا نصیر آباد میں جو ضلع ہیڈ کوارٹر ہے اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے کیا وہاں کوئی کالج ہے؟

**وزیر تعلیم:** نصیر آباد میں ایک ڈگری کالج ہے وہاں پر مزید کالج بنانے کا معاملہ زیر غور ہے۔

**میر محمد صادق عمرانی:** جواب میں بتایا گیا ہے کہ نصیر آباد میں ڈگری کالج ہے جبکہ وہاں پر سب انٹر کالج ہیں سائنس کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

**وزیر تعلیم:** اس کی تفصیل تو جواب میں ہے۔ آپ دیکھ لیں۔

**جناب اسپیکر:** اگلا سوال

## ٭ ۳۔ سردار چاکر خان ڈومکی

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) نصیر آباد/سبی ڈویژن میں پرائمری، مڈل، ہائی سکول اور مساجد سکول برائے طلبہ وطالبات کی تعداد کتنی ہے نیز ان سکولوں کا قیام کب عمل میں آیا ہے۔

(ب) مذکورہ سکولوں میں موجود عملہ کے نام وعہدہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے

(ج) مذکورہ بالا سکولوں کا موجودہ درجہ کب بڑھایا گیا ہے؟

**وزیر تعلیم**

نصیر آباد ڈویژن

| | پرائمری | | مڈل | | ہائی | | مساجد | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | طلباء | طالبات | طلبا | طالبات | طلبا | طالبات | طلبا | طالبات |
| جعفرآباد ۱۹۸ | ۱۸ | ۲۴ | ۳ | ۱۴ | ۲ | ۱۸۲ | - | |
| کچھی ۲۶۱ | ۲۶ | ۳۰ | ۶ | ۱۷ | ۴ | ۱۷۸ | - | |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| سبی ۵۰ | ۲۶ | ۱۰ | ۵ | ۱۱ | ۳ | ۲۳ | - |
| زیارت ۲۳ | ۱۴ | ۱۱ | - | ۲ | - | ۳۴ | - |
| کوہلو ۱۱۹ | ۱۶ | ۱۱ | - | ۳ | - | ۲۳ | - |
| ڈیرہ بگٹی ۷۰ | ۱۱ | ۲۳ | ۲ | ۸ | ۱ | ۹ | - |
| تمبو ۱۰۳ | ۱۳ | ۲۳ | - | ۲۳ | ۷ | ۱ | - |

سوال کے جز (ب) کا جواب اتنا طویل ہے کہ اسے مختصر مدت کے دوران یکجا کرنا ممکن نہیں۔ تاہم محکمہ اپنی جانب سے پوری کوشش کر رہا ہے کہ تفصیلات کو اکٹھا کیا جائے۔ ویسے بھی بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قوائد وضوابط کار کے قاعدہ نمبر ۳۴ (د) کے تحت سوال کو زیادہ طویل نہیں ہونا چاہیئے۔

ممبر موصوف اگر ان تفصیلات کو جاننا ضروری سمجھتے ہیں تو مہربانی فرما کر کسی روز میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں۔ میں جہاں تک ممکن ہو سکا تفصیلات فراہم کرنے کی کوشش کرونگا۔

(ج) سوال کس سن سے متعلق ہے تاکہ اس سن میں جن اسکولوں کا درجہ بڑھایا گیا ہے ان کی تفصیل دی جاسکے۔

**سردار چاکر خان ڈومکی:** جناب والا! میرے سوال نمبر ۵ کا جواب بالکل نامکمل ہے وہ وعدہ کریں کہ دوسرے دن ایوان میں اس کا مکمل جواب دیں گے۔

**وزیر تعلیم:** جناب اسپیکر! اس کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ نصیر آباد، کچھی سبی، زیارت، کوہلو اور ڈیرہ بگٹی کے اسکولوں کے متعلق تو ہم نے تفصیل بتا دی ہے۔

**سردار چاکر خان ڈومکی:** جناب والا! سوال نمبر ۲ کے جزو ب کے متعلق کچھ نہیں یہ نامکمل جواب ہے۔

**میر محمد صادق عمرانی:** وزیر صاحب ایوان میں جواب دیں وہ کس طریقے سے مطمئن کریں گے۔ ....؟

**مسٹر سعید احمد ہاشمی:** وزیر قانون و پارلیمانی امور (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! معزز ممبر پرسنل ریمارکس نہ دیں۔

**وزیر تعلیم:** جناب والا جیسا کہ سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ جواب طویل ہے اور بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قوائد و ضوابط کار کے قاعدہ نمبر ۴۳ (د) کے تحت سوال کو زیادہ طویل نہیں ہونا چاہیئے۔ ممبر معروف اگر ان تفصیلات کو جاننا ضروری سمجھتے ہیں تو مہربانی فرما کر کسی وقت میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں میں جہاں تک ممکن ہو سکا تفصیلات فراہم کرنے کی کوشش کرونگا۔

**سردار چاکر خان ڈومکی:** کوئی اور تاریخ دے دیں اس تاریخ کو جواب دیدیں۔

**وزیر تعلیم:** معزز رکن کسی اور اجلاس میں وہ یہ سوال پیش کر دیں تو میں جواب دے دونگا۔

**جناب اسپیکر:** اگلا سوال بھی سردار چاکر خان ڈومکی صاحب کا ہے

**۲۵۰*۔ سردار چاکر خان ڈومکی**

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائمری اسکولوں میں جز وقتی مذکورہ معلم القرآن کو ماہانہ /۱۵۰ روپے

بطور تنخواہ دی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ معلم القرآن کو جے۔ وی ٹیچرز کے برابر ماہانہ مبلغ پانچسو(۵۰۰) روپے دینے کی تجویز حکومت کی زیر غور تھی۔؟

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس تجویز کو عملی جامہ نہ پہنانے کی کیا وجوہات ہیں۔ تفصیل دی جائے۔

## وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ پرائمری سکولوں میں جزوقتی معلم القرآن تعینات کئے جاتے ہیں۔ اور ان کو مبلغ ۔/۱۵۰ روپے بطور الاؤنس دیئے جاتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ پرائمری سکولوں میں جزوقتی معلمین القرآن کو جے وی ٹیچرز کے برابر ماہوار تنخواہ دینے کی تجویز کبھی حکومت کے زیر غور رہی ہے۔ اور نہ ہی ان کو ۔/۵۰۰ روپے ماہوار مشاہرہ دینے کے بارے میں کبھی غور ہوا ہے۔

تاہم جناب وزیر تعلیم نے جز وقتی معلمین قرآن کے ماہوار الاؤنس کو ۱۵۰/- روپے سے بڑھا کر ۲۵۰/- روپے کرنے کی تجویز پیش کی ہے اور اس سلسلے میں حتمی فیصلے کے لیے معاملہ محکمہ مالیات کے زیر غور ہے

**سردار چاکر خان ڈومکی:** (ضمنی سوال) جناب والا! کب تک یہ فیصلہ ہوگا اور کابینہ میں کب پیش کریں گے اس پر آپ اظہار خیال کریں۔؟

**وزیر تعلیم:** جناب والا! جب ہمیں محکمہ کی طرف سے پیسے ملینگے۔

**میر ظفر اللہ خان جمالی:** (ضمنی سوال) جناب والا! وزیر تعلیم نے جز وقتی معلمین قرآن کے ماہوار الاؤنس کو ۱۵۰ روپے سے بڑھا کر ۲۵۰ روپے کی تجویز پیش کی ہے کیا یہ ان کا اپنا فیصلہ ہے یا کابینہ کا فیصلہ ہوگا۔

**وزیر تعلیم:** جناب والا! اس وقت جو ۱۵۰ روپے سے بڑھا کر ۲۵۰ روپے کی جو تجویز ہے اس میں میری ذاتی دلچسپی ہے اس کے بعد یہ کابینہ میں پیش ہوگا۔

**جناب اسپیکر:** اگلا سوال۔

## ٭ ۲۶۔ سردار چاکر خان ڈومکی

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے بعض پرائمری سکولوں میں متعین بہشتیوں کو ماہانہ -/۱۰ دس روپے الاؤنس دیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ بہشتی میل دو میل دور واقع نالابوں سے اسکولوں کیلئے پانی لاتے ہیں۔

(ج) اگر جز (الف، ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مہنگائی کے اس دور میں ان کی تکالیف کے مقابلے میں مذکورہ الاؤنس ناکافی نہیں ہے نیز کیا حکومت بہشتیوں کا یہ الاؤنس بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب نفی میں ہو تو وجہ بتائی جائے

### وزیر تعلیم :

الف : یہ درست ہے کہ فروری ۱۹۸۷ء تک بعض پرائمری سکولوں میں اتفاقیہ فروریات (کنٹیجنٹ اخراجات) کی مد سے بہشتیوں کو الاؤنس دیا جاتا تھا۔ جو ۱۰ روپے سے ۵۰ روپیہ ماہوار تک ہوا کرتا تھا۔ تاہم بعد میں محکمہ مالیات کی ہدایات

کے مطابق یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کیونکہ اب یہ سلسلہ منقطع کر دیا گیا ہے۔

(ج) جزو (الف) کا جواب اثبات میں نہیں اس لیئے الاؤنس بڑھانے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں۔

**سردار چاکر خان ڈومکی:** ضمنی سوال۔ جناب والا! کیا یہ درست ہے کہ اسکولوں میں دس روپے معاوضہ بہشتیوں کو دیا جاتا ہے؟

**وزیر تعلیم:** جناب والا! اس وقت میرے ذہن میں کوئی ایسا اسکول نہیں ہے جس میں بہشتیوں کو دس روپے ماہوار دیا جا رہا ہو محکمہ تعلیم نے یہ بات ختم کر دی ہے۔ ۱۹۸۷ء سے پہلے بہشتیوں کو دس روپے سے ۵۰ روپے دیئے جاتے تھے اب انھیں مستقل کر دیا گیا ہے اب ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ ۵۰ روپے الاؤنس پر بہشتی کام کریں۔

**میر چاکر خان ڈومکی:** (ضمنی سوال) جناب والا! ۵۰ روپے بہت قلیل رقم ہے آپ سوچیں پچاس روپے روزانہ آجکل ایک مزدور لیتا ہے اس پچاس روپے ماہوار سے وہ میلوں دور تالاب سے پانی لاتے ہیں کیا ان کا

ماہوار معاوضہ بڑھائیں گے ۔ اس کے لئے آپ کیا سوچ رہے ہیں ۔ کیا یہ سلسلہ ایسا ہی چلتا رہے گا ۔؟

**وزیر تعلیم :۔** جناب والا ! جی نہیں یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے ۔ اب دس روپے اور ۵۰ روپے کا کوئی سوال نہیں ہے ۔

**میر چاکر خان ڈومکی :۔** جناب والا ! کیا کسی اسکول میں بہشتی نہیں ہے ۔ ؟

**وزیر تعلیم :۔** جناب والا ! میرے علم میں ایسا کوئی اسکول نہیں ہے جس ۱۰ اور دس روپے یا ۵۰ روپے والا بہشتی ہو اور اگر ہوگا تو اسے مستقل کر دیا گیا ہوگا اور محکمہ انہیں تنخواہ دے رہا ہوگا ۔

**جناب اسپیکر :۔** اگلا سوال ۔

**۳۵ ۔ مولانا فیض اللہ اخوندزادہ**

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ افسران کی غفلت اور لاپرواہی کی بناء پر اساتذہ اکثر دیہاتوں میں اپنی ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوتے اور نوجوان نسل اور بچے تعلیم کے زیور سے محروم رہ جاتے ہیں ؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے مناسب اقدام کرے گا؟

**وزیر تعلیم:۔**

(الف) (ب) محکمہ تعلیم کی معائنہ افسران اپنے اپنے علاقے کے اسکولوں کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔ اساتذہ عام طور پر اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہوتے ہیں۔ اگر کہیں اساتذہ کو غیر حاضر پایا جاتا ہے تو ان کے خلاف قواعد کے مطابق تادیبی کاروائی کی جاتی ہے۔ جس میں تنخواہ کا بند کرنا اور ملازمت سے برطرفی بھی شامل ہے۔

**جناب اسپیکر:** اگلا سوال میر جان محمد خان جمالی صاحب کا ہے۔

***۴۸۔ میر جان محمد خان جمالی**

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اوستہ محمد میں گرلز کالج کے قیام کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ منصوبہ پر کب تک عملدرآمد کیا جائے گا۔ نیز اب تک کئے گئے اقدامات کی تفصیل بھی دی جائے۔

## وزیر تعلیم

(الف) اوستہ محمد میں گرلز کالج کے قیام کا فی الحال کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

البتہ گرلز ہائی سکول اوستہ محمد میں تجرباتی طور پر شام کے وقت ایف اے

ایف ایس سی کی کلاسیں کھولنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔

(ب) اگر مندرجہ بالا منصوبہ کامیاب ہو جاتا ہے تو آئندہ سالوں میں باقاعدہ گرلز کالج

کے قیام کا منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا جائے گا۔

**میر جان محمد خان جمالی:-** جناب عالی! آپ نے ضرور اس بات کا نوٹس لیا ہوگا کہ سارے نصیر آباد ڈویژن میں ایک بھی گرلز کالج نہیں ہے آپ اس مسئلہ کو کتنی جلد حل کریں گے۔ اور یہ جو تجرباتی پروگرام ہے اس پر عملدرآمد کب کریں گے؟

**وزیر تعلیم:-** جناب والا! پہلے آپ نے اوستہ محمد کے متعلق سوال کیا تھا اب آپ نے نصیر آباد بنایا ہے اس کو (پینڈنگ) میں رکھیں گے۔ اور اس پر غور کریں گے۔

**میر جان محمد خان جمالی:-** جناب والا! کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ غور کرتے رہیں

# پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

سال ۱۹۸۹-۹۰ء کے ترقیاتی حکمت عملی کے مرکزی پہلو میں شعبہ آب نوشی کو سر فہرست رکھا گیا ہے۔ رواں مالی سال کے ۱۶ کروڑ روپے کے مقابلے میں اگلے سال اس رقم کو بڑھاکر ۲۷ کروڑ روپے مقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ انسانی زندگی کی اس بنیادی ضرورت کو پورا کیا جاسکے۔ نیز بلوچستان کی ترقیاتی تاریخ میں پہلی بار اتنی بڑی رقم مختص کی گئی ہے۔ جس سے ہماری ترقیاتی ترجیحات کی نشاندہی ہوتی ہے۔

ایک تخمینے کے مطابق بلوچستان کی نصف آبادی کو پینے کے صاف ستھرے پانی کی سہولت فراہم کی جاچکی ہے۔ صرف ۱۹۸۸-۸۹ء کے دوران اس سہولت میں ۱۰ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۸۹-۹۰ء کے دوران محکمے نے ۲۳۳ اسکیمیں نافذ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ ان میں ۸۹ زیر تکمیل اور ۱۴۴ نئی اسکیمیں شامل ہیں ان میں ۱۰۰ اسکیمیں دوران سال مکمل کرلی جائیں گی۔ اور ان میں سے پانی کی فراہمی شروع ہو جائے گی۔ جس سے مزید ۴ لاکھ کی آبادی کو پینے کے پانی کی سہولت حاصل ہو جائے گی۔

ایک پروگرام کے تحت ایک کروڑ روپے کی لاگت سے محکمے کو ریگز اور دوسری مشینیں اور آلات فراہم کیے جائیں گے۔ محکمے کے اکرہ کور ڈیم کے منصوبے اور سوئی، پھلی، ذکت مڑی برج عزیز خان اور زیارت میں آب رسانی کی اسکیموں پر کام شروع کرنے کا پروگرام

بنایا ہے۔ آب رسانی کی بہت سی اسکیمیں تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں۔ ان میں شیخ ماندہ، کچلاک، خروٹ آباد اور بروری روڈ کوئٹہ کی اسکیمیں شامل ہیں۔

۱۹۸۹-۹۰ء کے دوران مکمل شدہ آب رسانی سکیموں کو چلانے اور ان کی دیکھ بھال کے لئے ۲۱۴ء آسامیاں پیدا کی جائیں گی۔

## آبپاشی و برقیات

اس شعبے میں ۱۹۸۹-۹۰ء کے دوران ۶۴ نئی اسکیموں پر کام شروع کیا جائے گا۔ ۲۶ء زیر تکمیل اسکیموں کے مکمل ہونے پر ۱۵۰۰ء ایکڑ رقبے کو سیراب کیا جاسکے گا۔ مزید ۴۰۰۰ ایکڑ رقبے کی آبپاشی کا سامان سیلابہ اسکیموں کی تکمیل کے ذریعہ ہو جاتے گا۔ مکمل کئے جانے والے بند، صوبے کے مختلف وادیوں میں زیر زمین آبی ذخیرہ کی بحالی میں مددگار ثابت ہوں گے۔

آبپاشی کی سہولتوں میں اضافے کے لئے سرکاری شعبے کی ان کاوشوں کے ساتھ ساتھ زمینداروں کو اپنی نجی زمینوں پر ٹیوب ویل لگانے کے لئے بلا سُود قرضے فراہم کئے جائیں گے۔ اس مقصد کے لئے ایک کروڑ روپے کی رقم نیشنل بنک آف پاکستان کے حوالے کی جارہی ہے۔ اس پروگرام کے تحت ۱۹۸۹-۹۰ء کے دوران نجی زمینوں پر تقریباً ۵۰ ٹیوب ویل لگائے جاسکیں گے۔

آبپاشی و برقیات کے شعبے میں ۱۹۸۹-۹۰ء کے دوران مجموعی طور پر ۱۳۸ء آسامیاں پیدا کی جائیں گی

## زراعت

زراعت کے شعبے میں محدود دستیاب آبی وسائل کے زیادہ سے زیادہ استعمال، اعلیٰ معیار کی فصلوں کے انتخاب، اعلیٰ ترین درجے کے بیجوں کی ترقی، پیداوار اور تقسیم، اور زراعت کے جدید مشینی طریقوں کے استعمال کی مدد سے نقد آور فصلوں کی پیداوار پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے گی۔

بیجوں کے معیار اور مقدار میں اضافے کے لئے آلو، پھلوں اور سبزیوں کے بیجوں کی پیداوار کے بڑے بڑے منصوبے جاری ہیں اور تکمیل کے مختلف مراحل طے کر رہے ہیں۔ جلد ہی مختلف اقسام کے بیجوں کی مارکیٹنگ کو ترقی دینے کا ایک جامع منصوبہ بھی شروع کیا جائے گا۔ اس شعبے کی نئی اسکیموں میں پنجگور، چاغی، کالو قلعہ، ڈیرہ بگٹی اور خاران میں زرعی فارموں کا قیام، تربت میں کھجوروں کا ترقیاتی منصوبہ اور صوبے بھر میں سرکاری فارموں کی ترقی کے منصوبے شامل ہیں۔ صوبے کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹروں میں محکمہ زراعت کے کم تنخواہ پانے والے ملازمین کے لئے رہائشی مکانات بھی تعمیر کئے جائیں گے۔

## رہائشی سہولتوں کی فراہمی

صوبے کے اندر خاص طور سے صحت، تعلیم اور عمومی نظم و نسق کے شعبوں میں عمارتوں کی شدید کمی ہے۔

اس شعبے کی بڑی بڑی اسکیموں میں حال ہی میں قائم ہونے والے لورالائی

ڈویژن کے لئے اور نئے ضلع قلعہ سیف اللہ کے لئے دفاتر اور رہائشی عمارتوں کی تعمیر، ہائی کورٹ بلڈنگ کی تعمیر، عمومی نظم ونسق کے محکمے کی عمارتوں کی تعمیر اور صوبے کے مختلف مقامات پر لیویز اور پولیس تھانوں کی عمارتوں کی تعمیر شامل ہے اسی طرح کئی مقامات پر دفاتر اور رہائشی عمارتوں کی تعمیر مکمل کی جائے گی۔

## ٹرانسپورٹ اور مواصلات

تجارت اور کاروبار سمیت ہر قسم کی اقتصادی سرگرمیوں کا بیشتر دار ومدار مواصلات کی سہولتوں پر ہے۔ دشوار گذار خطوں اور جغرافیائی حالات کی بناء پر صوبے کے کئی خطوں میں مواصلات کی سہولتیں فراہم نہیں کی جاسکیں۔

اس وقت صوبے میں سڑکوں کی تعمیر کے ۲۰ منصوبے تکمیل کے مختلف مراحل سے گذر رہے ہیں ان منصوبوں میں موجودہ سڑکوں کو چوڑا کرنے اور ان کی حالت بہتر بنانے کے منصوبے، موجودہ سڑکوں کی معیاری ترقی اور نئی سڑکوں کی تعمیر، پلوں کی تعمیر وغیرہ جیسے منصوبے شامل ہیں۔

۹۰-۱۹۸۹ء کے دوران جو بڑے منصوبے شروع کئے جائیں گے، تربت، مندروڈ، پنجگور، سنبر روڈ اور گوادر، جیوانی روڈ کی بلیک ٹاپنگ پر مشتمل ہے۔ ان اسکیموں پر عملدرآمد سے مکران ڈویژن میں سڑکوں کے ذریعے مواصلاتی سہولتوں میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور اس سے علاقے میں اقتصادی سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہوگا۔ ۹۰-۱۹۸۹ء کے دوران

بلوچستان میں ۵۰۰ میل لمبی پختہ اور ۷۰۰ میل لمبی شنگل سڑکوں کی تعمیر کا منصوبہ ہے۔

## صنعتیں

جیسا کہ اب سے پہلے واضح کیا جا چکا ہے سرکاری شعبہ از خود صوبے میں اقتصادی ترقی اور صنعتوں کے فروغ کے مقاصد حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح نجی شعبے کے تعاون کے بغیر بے روزگاری کا مسئلہ بھی حل نہیں کیا جا سکتا۔ سرکاری شعبے کی ترقی کا دارومدار زیادہ تر سرمایہ کاری کے لئے فراہم کیئے جانے والے سرمایہ کے تحفظ، منافع کی شرح، صنعتیں لگانے کی پالیسی، قرضوں کے حصول میں آسانی، ٹیکسوں کی چھوٹ اور دوسری بہت سی سہولتوں پر ہوتا ہے۔

حکومت اپنے وسائل کی حد میں رہتے ہوئے نجی سرمایہ کاروں کی حوصلہ افزائی کے لیے تمام ممکنہ ذرائع استعمال کرتی رہی ہے تاکہ وہ صوبے کے اندرونی علاقوں میں صنعتی مراکز اور زون قائم کر سکیں۔ اس مقصد کے تحت ۹۰-۱۹۸۹ کے دوران دو کروڑ روپے مالیت کا ایک ایکویٹی فنڈ قائم کیا جائے گا تاکہ بلوچستان میں صنعت کاری کی رفتار میں اضافہ ہو سکے پورے صوبے میں ٹیکس سے آزاد صنعتی علاقے قائم کیئے جا چکے ہیں حب کے صنعتی علاقے کے لئے ٹیکس کی چھوٹ کی مدت میں توسیع کے لئے بھی اقدامات کیئے جا چکے ہیں۔ حب میں خشک گودی کے قیام کے لئے بھی کام شروع کیا جا چکا ہے۔ اس وقت تک حب میں ۱۵۰ صنعتی یونٹ پیداوار

شروع کر چکے ہیں جبکہ مزید ۵۵ یونٹ تکمیل کے آخری مراحل طے کر رہے ہیں۔

## امور حیوانات

بلوچستان کا زیادہ تر علاقہ چراگاہوں پر مشتمل ہے جہاں ۷۰ فیصد لوگ مویشی پروری اور گلہ بانی کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ یہ امر اس حقیقت سے واضح ہوتا ہے کہ ملک میں بھیڑ بکریوں کی مجموعی تعداد کا ۴۷ فیصد حصہ بلوچستان میں ہے۔ اپنی طبعی اور موسمی حالات کی بنا پر بلوچستان مویشی پروری اور گلہ بانی کے لئے بے حد موزوں ہے۔ اور ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ اس شعبے کو جدید سائنسی خطوط پر زیادہ سے زیادہ ترقی دی جائے اس مقصد کے تحت کئی تحقیقاتی منصوبے شروع کئے گئے ہیں جن میں سے سب سے زیادہ اہم بلوچستان لائیو اسٹاک پروجیکٹ ہے۔ یہ منصوبہ اس طرح مرتب کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ منصوبہ بندی کی صلاحیتیں مستحکم ہو سکیں، پیداوار میں توسیع ہو سکے اعلیٰ اور بہتر نسلوں کی مویشیوں کی تعداد میں اضافہ ہو اور مذبح خانوں کا معیار بہتر ہو سکے۔ ۹۰-۱۹۸۹ کے دوران اس شعبے میں ۲۷ اسکیموں پر عملدرآمد ہوگا۔ ان میں سے ۲۰ زیر تکمیل اور ۷ نئی اسکیمیں ہیں ژوب کا ڈیری فارم کام شروع کر دے گا جبکہ ڈیرہ بگٹی۔ خاران اور تنجگور میں ڈیری فارموں کی عمارتیں مکمل کی جائیں گی۔ مویشیوں کے علاج معالجے کے سات ہسپتال، ۱۸ ڈسپنسریاں اور تین پولٹری فارم صوبے کے مختلف علاقوں میں قائم کیے جائیں گے۔

## معدنی وسائل

نجی شعبے کے موثر اشتراک سے پوشیدہ معدنی وسائل کی دریافت اور ترقی کا ایک منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے معدنی علاقوں تک پہنچنے والی سڑکوں کی تعمیر ٹیلیفون اور بجلی کے کنکشنوں کی فراہمی اور کان کنی کے حادثات پر قابو پانے کے لئے ضروری وسائل پر مشتمل بنیادی ڈھانچے کی سہولتیں مہیا کی جائینگی۔

بلوچستان میں کوئلہ کے محفوظ ذخائر کی مقدار کا تخمینہ لگانے کے لئے جائزہ لیا جا رہا ہے۔ لسبیلہ اور خضدار کے اضلاع میں فاسفیٹ کی چٹانوں کی نشاندہی کے لئے کی جانے والی تحقیقات اسی سال مکمل ہو جائینگی۔ نئی اسکیموں میں کان کنی کے علاقوں میں موجودہ سہولتوں میں اضافے کی اسکیمیں شامل ہیں جن میں مختلف کانوں پر قائم کی جانے والی تجربہ گاہوں کو جدید خطوط پر لانا خاص طور سے قابل ذکر ہے کوئلہ کی کانوں تک سڑکوں کی تعمیر کا کام بھی جاری رکھا جائے گا۔

## ماہی گیری

ماہی گیری ہماری ساحلی معیشت کا بنیادی ستون ہے۔ اس کے لئے

ساحلی سڑکوں کی تعمیر، ماہی گیری کے علاقے کی حفاظت کے لئے گشتی کشتیوں کی فراہمی شکار کی گئی مچھلیوں کو محفوظ رکھنے کے لئے سرد خانوں کی فراہمی کی صورت میں بنیادی ڈھانچے کی سہولتوں کو ترقی دینے کے لئے کام ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ جدید ماہی گیری کے آلات وغیرہ بھی ماہی گیروں کو آدھی قیمت پر مہیا کئے جا رہے ہیں۔ ۹۰-۱۹۸۹ کے دوران ماہی گیروں کو انجنوں اور ماہی گیری کے جال کی مرمت کی مفت سہولتیں بھی فراہم کر دی جائینگی۔ جیوانی میں کشتی سازی کا ایک نیا ورکشاپ قائم کیا جائے گا۔ حال ہی میں مکمل کیا جانے والا پسنی کا جدید ماہی بندر پوری ساحلی پٹی پر پہلے کے مقابلے میں کہیں بڑے پیمانے پر ماہی گیری کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہوگا۔

اس کے ساتھ ساتھ ڈیرہ مراد جمالی اور لورالائی سمیت صوبے کے کئی اندرونی علاقوں میں بھی ماہی پروری اور ماہی گیری کی اسکیمیں شروع کی جا رہی ہیں۔ آئندہ سال ورکشاپوں اور شیڈز کی کچھ سہولتیں بھی مہیا کر دی جائینگی۔

## افرادی قوّت

زندگی کو جدید خطوط پر لانے کا کام بعض جدید اوزار اور آلات کے استعمال کا تقاضا کرتا ہے تاکہ ان کی مدد سے مفید اشیاء کی تیاری اور قابل قدر خدمات

کی فراہمی کا کام بہتر طور پر ہو سکے ترقی پذیر ممالک میں افرادی قوت کے وسائل لامحدود ہیں اور بے روزگاری کی شرح بھی بہت زیادہ ہے۔ تاہم ہنرمند اور ماہر افرادی قوت کے وسائل کی زبردست قلت ہے۔ معیشت کے اس شعبے پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے تاکہ محنت کشی کا معیار بلند کیا جا سکے اور زیادہ سے زیادہ ہنرمند کاریگر پیدا کیئے جا سکیں۔

محنت کشوں کی مہارت اور لیاقت کا معیار بلند کرنے کیلئے برقی ویلڈنگ، موٹر گاڑیوں کی مرمت لکڑی کے کام، بنیچ فٹنگ، ریڈیو اور ٹیلی وژن کی مرمت، فٹر، پلمبنگ، اور ائیرکنڈیشننگ ریفریجریشن کے شعبوں میں تربیت کی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں ۴۸ ۳۳ تربیت یافتہ ہنرمندوں میں سے ۱۵۲۰ کو اندرون ملک روزگار مہیا ہو چکا ہے اور مزید تقریباً ۸۰۰ ہنرمند بیرون ملک خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اس شعبے کی زیر تکمیل اسکیموں میں کوئٹہ اور لورالائی کے موجودہ فنی تربیتی اداروں کی توسیع، سبی، تربت میں فنی تربیتی اداروں کا قیام، اور حب کے پاک جرمن فنی تربیتی مرکز کی ترقی و توسیع کے کام شامل ہیں نئی اسکیموں میں فنی تربیتی مرکز سوئی اور کان کنی کا تربیتی مرکز شاہرگ شامل ہیں۔

## دیہی ترقی۔

سنہ ۹۰-۱۹۸۹ء کے بجٹ میں دیہی ترقی کے شعبے کے لئے ۸ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ بلدیاتی نظام معاشرہ کی انتہائی نچلی سطح سے عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعہ دیہی ترقی کے عمل میں عوام کی اجتماعی شرکت وشمولیت کے لئے بنیادیں فراہم کرتا ہے۔ موجودہ حکومت دیہی آبادی کی فلاح و بہبود کو غیر معمولی اہمیت دیتی ہے، اور ہم مقامی اجتماعی ترقیاتی اسکیموں میں دیہی آبادی کی شرکت کے بنیادی ذریعہ کے طور پر بلدیاتی نظام کو مزید مستحکم بنانے کے لئے اپنی بھرپور کاوشیں جاری رکھیں گے۔ اسی مقصد کے پیش نظر سنہ ۹۰-۱۹۸۹ء کے دوران دیہی ترقیاتی اکیڈمی کے قیام کے لئے کام جاری رکھا جائے گا۔

اسکے ساتھ ساتھ پورے صوبے میں غریب اور بے گھر افراد کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے کام جاری ہے۔ ضلع کوئٹہ میں مجموعی طور پر ۱۵۰۰ ہزار پلاٹ اور باقی تمام اضلاع میں پانچ پانچ سو رہائشی پلاٹ، تمام بنیادی سہولتوں کے ساتھ غریب بے گھر افراد کیلئے تیار کئے جائینگے بسر دست بتی، لورالائی، لسبیلہ، خضدار اور تربت میں ۷ مرلہ اسکیم شروع کی گئی ہے۔ ان تمام اسکیموں

پہ کام ہو رہا ہے۔ کوئٹہ اور سبی کے اضلاع میں کچی آبادیوں کو ترقی دینے کا کام اطمینان بخش طور پر آگے بڑھ رہا ہے اور سڑکوں کی تعمیر، صاف ستھرے پانی کی فراہمی اور گندے پانی کی نکاسی کے انتظامات کی صورت میں خاصا کام مکمل کیا جاچکا ہے۔

سنہ ۱۹۸۹-۹۰ء کے دوران ۴۳۱۷ کونسلروں کی جانب سے پیش کی جانے والی اسکیموں پر عملدرآمد کے لئے صوبے بھر کی دیہی کونسلوں کو ۷ کروڑ روپے کی رقم فراہم کی جائے گی مزید ڈیڑھ کروڑ روپے کی رقم شہری کونسلوں کو دی جائے گی جس کے ذریعہ ۸.۵ منتخب کونسلروں کی تجویز کردہ اسکیموں پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

## جنگلات۔

موسموں کو اعتدال پر رکھنے اور عوام کی عمومی خوشحالی کے سلسلے میں جنگلات کو زبردست اہمیت حاصل ہے۔ جنگلات زمین کے کٹاؤ کی روک تھام کرتے ہیں اور جنگلی جانوروں کی حفاظت کرتے ہیں۔

سنہ ۱۹۸۹-۹۰ء کے اختتام تک جنگلات سے متعلق سات زیر تکمیل اسکیموں پر کام جاری رکھا جائے گا اور ان کو مکمل کر لیا جائے گا۔ ان اسکیموں میں محکمہ جنگلات کے کوئٹہ میں نرسری کی توسیع و ترقی، ضلع سبی میں نہروں کے کنارے

شجرکاری، کمرخیل سرکاری جنگل میں تفریحی پارک کی تعمیر، حب ڈیم پر شجرکاری اور تفریحی پارک کی تعمیر، اور کوئٹہ میں بولان میڈیکل کالج کمپلیکس کے اطراف، ماحول کو سرسبز بنانے کیلئے شجرکاری کی اسکیمیں شامل ہیں۔

سنہ ۱۹۸۹-۹۰ء کے دوران سات نئی اسکیموں کی منصوبہ بندی بھی کی گئی ہے۔ ان میں ڈیرہ بگٹی اور سوئی میں ریگ بندی کے لیئے شجرکاری، ساحل مکران کے ساتھ ساتھ ریت کے تودوں کی روک تھام کیلئے شجرکاری کی توسیع، ضلع لورالائی میں گنبز کے مقام پر نراجی جنگل کا قیام، انا پارک کے قریب شیرون جنگل کی بحالی اور رکھنہ میں محکمہ جنگلات کے نرسریوں کے قیام کےعلاوہ ہنگول، تحتو اور دھرون چھائیں میں نیشنل پارک کی تعمیر جیسی اسکیمیں شامل ہیں۔ جنگلی حیات کے شعبے میں ہزار گنجی نیشنل پارک کی ترقی و توسیع کی ایک اسکیم رکھی گئی ہے جسکا مقصد جانوروں کی ایسی نسلوں کے لئے سازگار ماحول مہیا کیا جائیگا جن کے نابید ہوجانے کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔

## خصوصی ترقیاتی منصوبہ۔

بلوچستان کے لئے خصوصی ترقیاتی منصوبہ سنہ ۱۹۸۰-۸۱ء میں تیار کیا گیا تھا اور اسکے ذریعہ ۲۰۰ کروڑ روپے کی رقم سرکاری شعبے کی ترقیاتی اسکیموں پر صرف ہونی تھی۔ خصوصی ترقیاتی منصوبے کے پس منظر میں یہ بنیادی فکر کارفرما ہے کہ بلوچستان

کو وسیع مالی وسائل مہیا کئے جائیں تاکہ اس طرح یہ صوبہ کم سے کم ترقی کی اُس سطح کے قریب پہنچ جائے جو پاکستان کے زیادہ ترقی یافتہ خطے پہلے ہی حاصل کر چکے ہیں۔ یہ پروگرام زیادہ اہمیت بنیادی ڈھانچے کی اُن سہولتوں کی تعمیر پر دیتا ہے جن پر ہر قسم کے ترقیاتی عمل کا دارومدار ہے۔ یہ سہولتیں سڑکوں کی تعمیر، آبپاشی کے منصوبوں بجلی کی پیداوار اور فراہمی اور زرعی ترقیاتی منصوبوں پر مشتمل ہیں۔

خصوصی ترقیاتی منصوبے کی اسکیموں میں ہر اسکیم کے مجموعی اخراجات کے ۶۰ فیصد سے ۸۰ فیصد تک رقم امداد دینے والے ممالک مہیا کرتے ہیں، جبکہ وفاقی حکومت کا حصہ ۲۰ فیصد سے ۴۰ فیصد تک ہوتا ہے۔ اس پروگرام کے تحت غیر ملکی تعاون عام طور پر وفاقی حکومت کو آسان قرضوں کی صورت میں مہیا کیا جاتا ہے اور انہیں شرائط پر صوبوں کو منتقل کر دیا جاتا ہے۔

۹۰-۱۹۸۹ء کے دوران بڑے زیر تکمیل اور نئے منصوبے یہ ہوں گے۔

۱۔ آبپاشی کی چھوٹی اسکیموں اور زرعی ترقی کا منصوبہ۔

۲۔ کویت فنڈ کے تحت بلوچستان میں آبپاشی کی چھوٹی اسکیمیں۔

۳۔ بلوچستان کا مربوط علاقائی ترقیاتی منصوبہ (بایاڈ)

۴۔ بلوچستان علاقائی ترقی (بالاڈ)

۵۔ کوئٹہ کا آب رسانی کا منصوبہ (کویت فنڈ)

۶۔ کوئٹہ کا نکاسی آب اور صفائی کا منصوبہ۔

۷۔ لیاری۔ اور ماڑہ روڈ۔

۸۔ پسنی کا بجلی گھر

۹۔ کوئٹہ کا ترقیاتی منصوبہ۔

۱۰۔ ڈب، خانوزئی، قلعہ عبداللہ روڈ کی تعمیر اور بلیک ٹاپنگ۔

۱۱۔ آبپاشی کی اسکیم (برطانوی تعاون کے تحت)

۱۲۔ پٹ فیڈر پائلٹ پروجیکٹ۔

۱۳۔ اکرہ کور ڈیم پروجیکٹ۔

۱۴۔ گنداوا، جھل مگسی، کوٹ مگسی روڈ۔

جناب اسپیکر!

بجٹ کے بارے میں اس پوری بحث سے یہ بات واضح ہے کہ ۹۰-۱۹۸۹ء کے بجٹ کی تشکیل میں معیشت کو ایک بنیادی کارفرما عنصر کی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ ہر قسم کے فضول اخراجات کو پوری سختی سے کنٹرول کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے حد سے زیادہ بڑھی ہوئی افراطِ زر کی شرح میں اسے ایک اہم کامیابی ہی کہا جائے گا۔ تاہم بیان کردہ شدید اقتصادی دباو کی وجہ سے تمام تر کنٹرول کے باوجود ۸۸ کروڑ روپے کا خسارہ اب بھی اپنی جگہ

قائم ہے جسے پورا نہیں کیا جا سکا۔ اتنے بڑے مالیاتی فرق کو معمول کے طریقوں سے دور نہیں کیا جا سکتا۔

ہمارے اخراجات ہماری آمدنی سے زیادہ ہیں۔ کیونکہ بلوچستان کے عوام کی ضروریات بھی بہت زیادہ ہیں۔ ہم اخراجات میں جبری تخفیف کر کے، یا اپنے عوام کو ان کی بنیادی ضروریات کے مقابلے میں کم دے کر اور اس طرح سماجی خدمات کی فراہمی کے معاملے میں ان کو ایک طرح کی بدسلوکی کا نشانہ بنا کر ان کا گلا نہیں کاٹنا چاہتے ہم اپنی آمدنی میں اضافے کیلئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔

ہماری حکومت گیس کی تین سو کروڑ روپے کی وہ رقم وصول کرنے کے لئے قومی فنانس کمیشن میں انتہائی مستحکم مؤقف اختیار کرے گی جو وفاقی حکومت نے کئی سال سے روک رکھا ہے۔ یہ روپیہ ہمارے عوام کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے استعمال ہونا چاہیئے۔ ہم یہ موقف بھی اختیار کریں گے کہ قابل تقسیم ٹیکسوں اور محصولات میں ہمارا حصہ محض آبادی کی بنیاد پر طے نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ حصہ عوام کی ضروریات اور مختلف علاقوں کی اضافی پسماندگی کی بنیاد پر طے ہونا چاہیئے تاکہ ہر قسم کی ناانصافی کا ازالہ ہو سکے۔

ہم محسوس کرتے ہیں کہ وسائل کی تقسیم میں آبادی ایک ضروری شرط تو ہو سکتی ہے۔ لیکن کسی حالت میں بھی یہ ایسی شرط نہیں جسے کافی تصور کیا جا سکے۔ ہمارا صوبہ ایک بڑا صوبہ ہے اس لئے ہر قسم کی سماجی خدمات کی فراہمی کے لئے

ہمارے انتظامی اخراجات بھی بہت زیادہ ہیں۔ ہمیں ایک وسیع علاقے میں دور دور تک بکھری ہوئی دیہی آبادی کے لئے سماجی اقتصادی خدمات کا تانا بانا تیار کرنے کیلئے بھاری اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن ہمیں صریح بے توجہی اور محرومی کا شکار بنایا گیا ہے۔ اس کی تصدیق گذشتہ چالیس سال کے دوران بلوچستان میں ہونے والی مجموعی سرمایہ کاری اور دوسرے صوبوں میں ہونے والے اخراجات کے موازنے سے بڑی آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ آج بھی ہمارا حصہ برائے نام ہے۔ لیکن ہم اس صورتحال کو مزید جاری رکھنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ ہمیں گیس کے ترقیاتی سرچارج سے ہمارے واجبات لازمی طور پہ ملنے چاہیئں اور قومی فنانس کمیشن کو اپنے ایوارڈ میں بلوچستان کی ترقی کے لئے اسکی پسماندگی کو ایک لازمی عنصر کے طور پر شامل کرنا چاہیئے۔ اسطرح ہم انشاء اللہ اپنی آمدنی میں اخراجات کے تناسب سے اضافہ کرکے ضروریات پوری کر سکیں گے۔

ہمارے لئے ایک اور تکلیف دہ صورت قرضہ جات پر سود کی ادائیگی ہے۔ اسلام کا ہر دعویدار یہ تاثر دیتا رہا ہے کہ سود کی لعنت ختم کی جارہی ہے لیکن یہ افسوس کی بات ہے کہ سال ۹۰-۱۹۸۹ء کے دوران سود کی مد میں حکومت پاکستان کو ۹۵ کروڑ روپے ادا کیا جاتا ہے۔ ہم سود کی لعنت کو اس صوبے سے یکسر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا اس آیت کریمہ "اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" ترجمہ "حلال کیا ہے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو" کے حوالے سے حکومت

بلوچستان یہ اعلان کرتی ہے کہ مرکزی حکومت کو مطلوبہ سود کی رقم ادا نہیں کیجائیگی۔
امید کی جاتی ہے کہ مرکزی حکومت قرآن کریم کی اس آیات کریمہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ہ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا
فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ
وَلَا تُظْلَمُوْنَ ہ

ترجمہ: اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے واسطے ہے اصل مال تمہارا نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر" $\frac{۲۷۹}{\text{س۔ بقرہ}}$

وفاقی حکومت مذکورہ آیات پر عمل کرکے اسلام دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے مطلوبہ سود کا تقاضہ نہیں کرے گی۔ اسطرح ہم ایک بہت بڑے بوجھ سے نجات حاصل کر سکیں گے اور ہمارا بجٹ خسارہ مکمل طور پر ختم ہو جائے گا۔

جناب اسپیکر!

وزیر اعلیٰ بلوچستان نے اپنے افتتاحی خطاب میں اس صوبے میں تیز رفتار سماجی اقتصادی تبدیلیاں لانے کے لئے حکومت کی پالیسی کے اساسی جوہر کے طور پر چھ نکاتی منشور کا اعلان کیا تھا۔ یہ چھ نکات یوں تھے: انصاف بدعنوانی

کے مکمل خاتمے کے ساتھ مضبوط انتظامیہ متوازن ترقیاتی حکمتِ عملی۔ صوبائی خود مختاری۔ مکمل نسلی ہم آہنگی اور کھلی فضا والے معاشرے کی ترقی جس میں آزادانہ جمہوریت کے نصب العین کو تقویت حاصل ہو سکے۔

اس مرحلے پر ان مثبت اقدامات پر روشنی ڈالنا چاہوں گا۔ جو ہماری حکومت نے گذشتہ چند ماہ کے دوران اس چھ نکاتی منشور کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کئے ہیں۔ سب سے بڑی کامیابی مکمل اور مثالی امن وامان کا قیام ہے جسے ہم پورے صوبے میں قائم کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ہم نے بلوچستان کے عوام کو تحفظ، امن اور ہم آہنگی کا احساس دیا ہے۔ آج کوئی بھی شہری، وہ امیر ہو یا غریب، دن میں یا رات میں کسی خوف کے بغیر بلوچستان کی سڑکوں اور شاہراہوں پر سفر کر سکتا ہے۔ یہ پُر امن حالات صوبے کے دیہی اور شہری علاقوں میں یکساں طور پر پیدا ہو چکے ہیں۔

سماجی انصاف کے نصب العین پر ہم پورے استحکام کے ساتھ قائم ہیں۔ اور اسے ہماری ترجیحات اور منشور میں اہم ترین مقام حاصل ہے۔ ہم اس امر کی ضمانت دیتے ہیں کہ صوبے میں کسی کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی نہیں ہوگی۔ صوبے میں آباد تمام لسانی طبقوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کیا جائے گا۔ یہ محض الفاظ نہیں ہیں جنہیں بجٹ تقریر کا حصہ بنانے کیلئے ادا کیا جا رہا ہے، بلکہ ہم نے ان الفاظ کو عمل میں تبدیل کرنے کے لئے تمام ممکنہ اقدامات پر توجہ دی ہے۔

اس ضمن میں ہماری کاوشوں کا اندازہ ہمارے اس اخلاص سے بھی ہو سکتا ہے جو ہم نے عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے میں ملحوظ رکھا ہے۔ اس کے ذریعے ہم عدلیہ کو اور زیادہ خود مختار اور موثر بنا سکیں گے تاکہ وہ سب کو فوری اور سستا انصاف مہیا کر سکے

نیز تعلیمی اداروں میں میرٹ ( MERIT ) کا نظام نافذ کرنے، نظامِ تعلیم کو اسلامی و سائنسی بنیادوں پر استوار کرنے اور غیر اسلامی قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کیلئے کوشش شامل ہے۔

ایک اور شعبہ جس میں ہم مکمل کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ہے سرکاری شعبہ سے بدعنوانی کا مکمل خاتمہ۔ ماضی میں بدعنوانی کے اس عمل نے نہ صرف اس شعبے کے بارے میں تاثر کو مجروح کیا ہے بلکہ عوام کے لئے شدید مشکلات بھی پیدا کی ہیں، بدعنوان افسروں کے ہاتھوں مختلف شعبوں میں شروع کی جانے والی ترقیاتی سرگرمیوں کو بھی شدید نقصان پہنچتا ہے۔ یہ ایک لعنت ہے جسے ہم مزید برداشت کرنے کے روادار نہیں ہیں۔ ہم بلوچستان سے اس ناسور کو مکمل طور پر ختم کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ اور انشاء اللہ جلد ہی اس لعنت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے ایسے اقدامات کئے جائیں گے۔ جو سب کو دکھائی دیں گے۔

حکومت کی نئی ترقیاتی حکمت عملی جسے " فوری ترقیاتی پروگرام" کا نام دیا

گیا ہے، عوامی ترقی کے پروگراموں پر مشتمل ہے جن میں صحت، تعلیم، دیہی سڑکوں، پینے کے پانی کی فراہمی، اور زرعی اراضی کے ترقی کے شعبوں کو واضح ترجیح حاصل ہے چھ نکاتی پروگرام کے بنیادی حصے کی حیثیت سے اسکا مقصد دیہی آبادی کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنا ہے۔ ۹۰-۱۹۸۹ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اسکے لئے ۲۰ کروڑ روپے کی رقم مختص کر دی گئی ہے تاکہ منتخب نمائندوں کی بھرپور شرکت اور سیاسی قیادت کے ذریعہ تشکیل شدہ فوری ترقیاتی پروگرام پر انہی کی مدد سے عمل درآمد کیا جائے۔

سیاسی حکمت عملی کو سماجی اقتصادی حکمت عملی میں تبدیل کرنے کا ایک اور اہم شعبہ معاشرے کے تمام طبقوں کے لئے روزگار کے مواقع کی فراہمی اور بے روزگاری کے مسئلے سے نبرد آزما ہونا ہے اس مقصد کے حصول کے لیے ہماری حکومت نے اقتصادی دشواریوں کے باوجود صوبے میں ۴۳۱۶ مختلف آسامیاں فراہم کی ہیں۔ ان میں سے پچاس فیصد آسامیاں ناخواندگی کے خلاف جہاد کے لئے تعلیم کے شعبے میں پیدا کی گئی ہیں۔

سیاسی مالیاتی اور انتظامی شعبوں میں آئینی خود مختاری کی حفاظت کے لئے ہم کسی کو بھی اپنے صوبائی معاملات میں دخل اندازی کی اجازت نہیں دیں گے۔ آئین کے فراہم کردہ ضمانت کے عین مطابق ہم ملک کے مالیاتی وسائل سے اپنا جائز حصہ حاصل کرنے کیلئے تمام ممکنہ ذرائع اور اقدامات کو بروئے کار لائیں گے۔ ہماری حکومت

مختلف قومی سطحوں پر بلوچستان کے مفادات کو تسلیم کرانے کیلئے پہلے ہی بھرپور جدوجہد کر چکی ہے۔ ہم نے متعدد مواقع پر وفاقی حکومت سے مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس جلد طلب کرنے کی درخواست کی ہے تاکہ بعض حل طلب مسائل کا تصفیہ ہوسکے۔ ہم اب بھی وفاقی حکومت کی جانب سے سرد مہری کے رویے کے باوجود جلد اجلاس بلوانے پر زور دے رہے ہیں۔

جناب اسپیکر!

اپنی تقریر کے آخر میں معاشرے کے غریب لوگوں کی تکالیف کو کم کرنے کے لئے کچھ اعلانات کرنا چاہتا ہوں۔ بلکل اسی طرح جس طرح ہمیں نسبتاً زیادہ پسماندہ علاقوں کی ترقی کا احساس ہے ہمیں معاشرے کے غریب طبقوں کا معیار زندگی بلند کرنے کی بھی فکر ہے۔ تمام رکاوٹوں اور اقتصادی دشواریوں کے باوجود ہم نے معاشرے کے نسبتاً کم مراعات یافتہ اور غریب طبقوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے کچھ اسکیمیں تیار کی ہیں جو میں آپکے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

۱۔ سرکاری زمینیں بے زمین کاشتکاروں اور زرعی کارندوں میں مستقل طور پر تقسیم کی جائینگی۔ تاکہ ان کے لئے زندگی گزارنے کا سامان ہوسکے۔

۲۔ سال کے دوران جہیز فنڈ متعارف کرایا جائے گا تاکہ حکومت غریب اور یتیم لڑکیوں کی شادی کا کچھ بوجھ بانٹ ہوسکے۔

۳۔ تنخواہوں کے اسکیل نمبر ا سے ۱۶ تک کم تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین کے

تنخواہوں میں پانچ فیصد اضافہ کیا جائے گا۔

۴۔ عوام کو بہتر بلا معاوضہ علاج معالجہ کی سہولتیں بہم پہنچانے کیلئے صوبے میں سرکاری ہسپتالوں کیلئے دواؤں کی خریداری میں نمایاں اضافہ کیا جا رہا ہے۔

۵۔ سریاب میں بنیوولینٹ فنڈ اسٹیٹ پر ایک ہاؤسنگ کالونی کی تعمیر پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے یہ کم تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین کو الاٹ کرنے کیلئے ہوگی۔

۶۔ محکمہ تعلیم کی ملازمین کی عمومی فلاح و بہبود کے لئے ایک تعلیمی فاؤنڈیشن صوبے میں قائم کی جا چکی ہے۔ اس فاؤنڈیشن کو وسیع تر مالی اور فنی امداد فراہم کی جائے گی۔ تاکہ اسکی افادیت کا دائرہ وسیع ہوسکے۔

جناب اسپیکر!

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ علاقے کی وسعت اور ترقیاتی اسکیموں کی تعداد کے حوالے سے بجٹ کا حجم وسائل کی دستیابی پر منحصر ہے ایک ایسی معیشت میں جہاں وسائل شدید دباؤ کا شکار ہوں اور جہاں بہت سی معینہ ادائیگیوں کا بوجھ برداشت کرنا ضروری ہو۔ اسکے لئے اپنے اثاثوں اور فنی مہارتوں کو ترقی دینے کی بہت کم گنجائش رہ جاتی ہے۔ اسی طرح ایک محدود ترقیاتی گرانٹ کے ساتھ جس کا وافر حصہ پہلے سے زیر تکمیل اسکیموں پر صرف ہوتا ہو۔ دوسری سماجی اقتصادی اسکیموں کے لئے ایک محدود رقم ہی بچ سکتی ہے۔ تاہم یہ بجٹ تشکیل دیتے وقت ہم نے کوشش کی ہے کہ صرف ہونے والے ہر روپے سے عام آدمی کی بھلائی کا سامان ہو جسکی نمائندگی ہم اس

ایوان میں کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہماری مخلصانہ کاوشوں کو قبول فرمائے اور ہمیں اس ملک کو ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن کرنے کی خدمت انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اسلام زندہ باد

پاکستان پائندہ باد

(وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے بعد پیپلز پارٹی کے اراکین واپس ایوان میں آگئے)

## مولوی جان محمد۔

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (عربی) جناب اسپیکر صاحب۔ اس معزز ایوان میں معزز اراکین کے سامنے میں مختصر طور پر کچھ عرض کرونگا۔ نماز عصر کا وقت بھی ہونے والا ہے تاہم میں مختصر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ معزز حضرات اسمبلی مجھ سے اتفاق فرمائینگے اور میرے ساتھ تعاون کرینگے جناب اسپیکر آج بجٹ اجلاس پر بحث کرنے سے پہلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ واضح رہے کہ میں نظریہ ضرورت کے تحت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ محکمہ تعلیم۔

## مسٹر صابر علی بلوچ۔

جناب اسپیکر: کیا بجٹ پر ڈیبیٹ شروع ہوچکا ہے کہ مولانا صاحب بول

رہے ہیں ؟ یہ رولز کے مطابق نہیں ۔

## مولوی جان محمد ۔

جیسا میں نے کہا میں نظر بہ ضرورت کے تحت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ بہرحال منسٹر صاحب موجود ہے ۔ میں نے مشورہ کرنا ہے ۔ ۔ ۔ اگر

## جناب اسپیکر ۔

مولانا صاحب آپ بیٹھیں ۔ عرض یہ ہے کہ آج ضمنی بجٹ بابت سال ۸۹-۱۹۸۸ء اور سالانہ بجٹ برائے سال ۹۰-۱۹۸۹ ایوان میں پیش کیا گیا ہے ان پر باضابطہ بحث بعد میں کیجائیگی ۔ تشریف رکھیں

ترتیب کارروائی کے مطابق ضمنی بجٹ بابت سال ۸۹-۱۹۸۸ء اور سالانہ بجٹ برائے سال ۹۰-۱۹۸۹ پیش ہوا ۔ اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۱۸ر جون ۱۹۸۹ء صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس شام چھ بجکر بیس منٹ پر مورخہ ۱۸ر جون ۱۹۸۹ء بروز یکشنبہ ۔ صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہوگیا ۔

(گورنمنٹ پریس بلوچستان کوئٹہ ۳۹۳ع ۱-۹۰ تعداد ۲۰۰ کاپی )